عمرہ کیے بغیر احرام کھول دیا اور پھر دوسرا احرام باندھ کر عمرہ کیا تو کیا حکم ہے؟

دار الافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:FAM-710 تاریخ:16-04-2025

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک بزرگ اسلامی بھائی نے ہوائی جہاز میں عمرے کی نیت کی، لیکن مکہ مکرمہ پہنچ کر تھکن کی وجہ سے مسجدِ حرام نہ جا سکے اور عمرہ ادا نہیں کیا۔ پھر انہوں نے عام کپڑے پہن کر پہلا احرام ختم کر دیا، پھر اگلے دن مسجدِ عائشہ سے نیا احرام باندھ کر عمرہ ادا کیا۔ سوال یہ ہے کہ کیا اُن کا ایسا کرنا درست تھا یا نہیں؟ اور پہلے والا احرام نارمل کپڑے پہن کے کھول دیا، اس پر کوئی دم لازم ہو گا اور کیا عمرے کی قضا بھی کرنی ہو گی؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

پوچھی گئی صورت میں یہ طریقہ شرعاً درست نہیں تھا، البتہ جو عمرہ ادا کیا، وہ ادا ہو گیا، اور اب ان پر ایک عمرے کی قضا لازم ہے۔ باقی دم کے حوالے سے حکم مندرجہ ذیل تفصیل کی روشنی سے واضح ہو جائے گا۔

تفصیل یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں جب بزرگ اسلامی بھائی نے پہلے عمرے کے احرام کی نیت میقات سے کی تو وہ مُحرِم ہو گئے، پھر چونکہ احرام کی نیت کے بعد سلے کپڑے پہن کر احرام ختم کر لینے سے احرام ختم نہیں ہوتا، لہذا وہ بزرگ اسلامی بھائی سلے کپڑے پہننے کے باوجود بدستور احرام کی حالت ہی میں رہے اور جب وہ احرام کی حالت ہی میں تھے، تو اب جو انہوں نے اگلے دن مسجد عائشہ جا کر نئے احرام کی

نیت کی، تو یہ عمرے کے دو احراموں کو ایک ساتھ جمع کرنا ہوا جو کہ شرعاً جائز نہیں تھا، جس کی وجہ سے وہ گنہگار بھی ہوئے اور ان پر دونوں عمروں کی ادائیگی بھی لازم ہو گئی تھی، پھر چونکہ حکم شرعی یہ ہے کہ جب عمرے کے دو احراموں کو جمع کر لیا جائے، تو دونوں میں سے ایک عمرے کی نیت توڑنا لازم ہوتا ہے، اور اُس نیت کے توڑنے کے سبب ایک دم بھی لازم ہوتا ہے۔ اگر کوئی ایک عمرے کی نیت ختم نہ کرے اور عمرہ شروع کر دے، تو دو عمروں میں سے ایک عمرے کا احرام خود بخود ہی ختم ہو جاتا ہے، لہٰذا مذکورہ صورت میں اُن پر دونوں عمروں میں سے ایک عمرے کی نیت ختم کرنا لازم ہو گیا تھا، مگر جب اُنہوں نے دو عمروں میں سے ایک عمرے کی نیت ختم کیے بغیر ہی عمرے کا طواف شروع کر دیا، تو اُن دو عمروں میں سے ایک عمرے کا احرام خود بخود ہی ختم ہو گیا، اور اُس عمرے کے رِفض (ترک) کی وجہ سے ان پر ایک دم لازم ہوا، اور اس ختم ہونے والے عمرے کی قضا بھی لازم ہو گئی۔

باقی احرام کی حالت میں سلے کپڑے پہننے سے دم لازم ہونے نہ ہونے میں تفصیل ہے، وہ یہ کہ اگر سلے کپڑے پورے چار پہر یعنی مسلسل بارہ (12) گھنٹے تک پہنے رکھے، تو رفض عمرہ کے دم کے علاوہ ایک دم اس کا بھی لازم ہو گا، لیکن اگر بارہ (12) گھنٹے سے پہلے پہلے سلے کپڑے اُتار کر احرام کی چادریں پہن لیں، تو سلے کپڑوں کے پہننے سے کوئی دم لازم نہیں ہو گا، البتہ اس کے سبب صدقہ فطر یا اس کی قیمت کی ادائیگی بطور کفارہ لازم ہو گی۔ یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ اگر سلے کپڑے تو چار پہر تک نہ پہنے ہوں، مگر دوسری کوئی جنایت ایسی کی ہو جس پر دم لازم ہوتا ہو، تو پھر اس جنایت کے سبب بہر حال ایک اور دم لازم ہو گا۔ مزید یہ کہ اگر چند ایسے ممنوعاتِ احرام کاموں کا ارتکاب کیا ہو جس کے بدلے دم یا صدقہ لازم ہوتا ہو، تو اس صورت میں اگر اپنی لاعلمی کی بناء پر احرام کا ختم ہونا سمجھے جس کی بنا پر ممنوعات احرام کاموں کا ارتکاب کیا، تو سب جنایات پر الگ الگ دم یا صدقہ لازم نہیں ہو گا، بلکہ اُن سب کے بدلے صرف ایک ہی دم یا صدقہ لازم ہو گا، ہاں اگر معلوم تھا کہ اس طرح محض احرام سے باہر ہونے کی نیت کر لینے، یا سلے کپڑے پہن لینے سے احرام سے باہر نہیں ہوں گے، پھر اس کے باوجود جنایات کا

ارتکاب کیا، تو ہر جنایت پر حسبِ تفصیل الگ الگ دم یا صدقہ لازم ہو گا۔

احرام توڑنے کی نیت کرنے اور ممنوعات احرام کاموں کا ارتکاب کرنے سے احرام ختم نہیں ہوتا، جیسا کہ **مبسوط سرخسی** میں ہے:" وكذلك بنية الرفض وارتكاب المحظورات فهو محرم على حاله "ترجمہ: محرم احرام توڑنے کی نیت اور ممنوعات کے ارتکاب کے سبب بھی حالت احرام ہی میں رہے گا۔ **(مبسوط سرخسی، جلد4، صفحہ122، دار المعرفۃ، بیروت)**

احرام ختم ہو جانے کے گمان سے اگر چند ممنوعاتِ احرام کام کیے ہوں، تو سب کے بدلے ایک ہی دم لازم ہو گا، جیسا کہ **رد المحتار علی الدر المختار** میں ہے:" نية الرفض باطلة لأنه لا يخرج عنه إلا بالأعمال، لكن لما كانت المحظورات مستندة إلى قصد واحد وهو تعجيل الإحلال كانت متحدة فكفاه دم واحد۔بحر۔ قال في اللباب اعلم أن المحرم إذا نوى رفض الإحرام فجعل يصنع ما يصنعه الحلال من لبس الثياب والتطيب والحلق والجماع، وقتل الصيد فإنه لا يخرج بذلك من الإحرام، وعليه أن يعود كما كان محرما ويجب دم واحد لجميع ما ارتكب، ولو كل المحظورات وإنما يتعدد الجزاء بتعدد الجنايات إذا لم ينو الرفض، ثم نية الرفض إنما تعتبر ممن زعم أنه خرج منه بهذا القصد لجهله مسألة عدم الخروج، وأما من علم أنه لا يخرج منه بهذا القصد فإنها لا تعتبر منه "ترجمہ: احرام کو ختم کرنے کی نیت باطل ہے، کیونکہ بغیر افعال کے احرام سے نہیں نکلا جا سکتا، لیکن جب ممنوعات ایک قصد ہی کی طرف منسوب ہوں اور وہ جلد احرام سے نکلنا ہے، تو تمام جنایات ایک ہی سمجھی جائیں گی اور اسے ایک دم کافی ہو گا۔ لباب میں فرمایا: جان لے کہ محرم جب احرام سے نکلنے کی نیت کر لے اور وہ کام شروع کر دے جو غیرِ محرم کرتا ہے، جیسے سلے ہوئے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، حلق کروانا، جماع کرنا اور شکار کو قتل کرنا، تو وہ اس نیت سے احرام سے باہر نہیں آئے گا اور اُس پر لازم ہو گا کہ جیسے پہلے محرم تھا، اسی حالت پر واپس لوٹ آئے اور اُس پر تمام ممنوع اُمور کے ارتکاب کے عوض ایک ہی دم لازم ہو گا، اگرچہ اُس نے سارے ہی ممنوعات احرام کا ارتکاب کیا ہو اور متعدد جنایات سے متعدد کفارے اُس وقت لازم ہوتے ہیں جب احرام سے نکلنے کی نیت نہ کی ہو۔ پھر احرام سے نکلنے کی نیت اُسی کی معتبر ہے جو یہ گمان کرتا ہو کہ وہ اس

قصد کے ذریعے احرام سے نکل جائے گا۔ اور جو جانتا ہو کہ اس طرح صرف نیت سے وہ احرام سے نہیں نکلے گا، تو اب اس کی یہ نیت معتبر نہیں ہو گی (اور متعدد جنایات سے متعدد کفارے لازم ہوں گے)۔

(ردالمحتار علی الدر المختار، جلد3، باب الجنایات، صفحہ 665، دار المعرفۃ، بیروت)

احرام کے رفض کی نیت اس شخص کی معتبر ہو گی جو اپنی لاعلمی کی بنا پر یہ سمجھے کہ وہ نیت کرنے سے احرام سے باہر ہو جائے گا، ورنہ اگر وہ جانتا ہو کہ وہ اس طرح احرام سے باہر نہیں ہو گا، تو رفض کی نیت معتبر نہیں ہو گی اور ہر جنایت پر الگ الگ کفارہ لازم ہو گا، چنانچہ لباب المناسک مع شرحہ المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط میں ہے: "(اعلم أن المحرم إذا نوى رفض الإحرام) أي قصد ترك الاحرام بماشرة المحظور على وفق ظنه (فجعل يصنع ما يصنعه الحلال من لبس الثياب والتطيب والحلق والجماع وقتل الصيد فإنه لا يخرج بذلك من الإحرام، وعليه أن يعود كما كان محرما، ويجب دم واحد لجميع ما ارتكب ولو كل المحظورات، وإنما يتعدد الجزاء بتعدد الجنايات إذا لم ينو الرفض) أي في اول ارتكابها واستمر عليها (ثم نية الرفض إنما تعتبر ممن زعم أنه خرج منه بهذا القصد لجهله مسألة عدم الخروج، وأما من علم أنه لا يخرج منه بهذا القصد فإنها لا تعتبر منه)" ترجمہ: جان لو کہ اگر محرم احرام چھوڑنے کی نیت کرلے یعنی وہ اپنے گمان کے مطابق کسی ممنوع عمل کے ارتکاب سے احرام کے ترک کا ارادہ کرے اور وہ غیر محرم جیسے کام کرنے لگے جیسے سلے ہوئے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، بال منڈوانا، جماع کرنا، شکار کرنا، تو ان سب کے باوجود وہ احرام سے باہر نہیں ہو گا اور اس پر واجب ہے کہ اسی حالت احرام میں واپس آجائے جیسا وہ پہلے تھا۔ اور ان تمام ممنوعات کے ارتکاب پر اس پر ایک دم لازم آئے گا، چاہے اس نے تمام محظورات کا ارتکاب کیا ہو۔ اور جنایات کے متعدد ہونے سے کفاروں کا متعدد ہونا اس صورت میں ہے کہ جب وہ اس جنایت کے ارتکاب کے شروع میں رفض کی نیت نہ کرے اور اسی پر برقرار رہے۔ پھر (یہ بات بھی جان لو کہ) احرام چھوڑنے کی نیت اس وقت معتبر سمجھی جاتی ہے جب یہ کسی ایسے شخص کی طرف سے ہو جو یہ سمجھتا ہو کہ اس نیت سے وہ احرام سے باہر نکل گیا ہے، کیونکہ وہ اس مسئلے سے ناواقف ہے کہ صرف نیت سے احرام ختم نہیں ہوتا۔ بہر حال جس کو معلوم ہو کہ اس نیت سے

وہ احرام سے باہر نہیں ہو گا، تو اس کی نیت معتبر نہیں سمجھی جائے گی۔

(لباب المناسک مع شرحہ، صفحہ 450، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

جس پر رِفض (ترک) لازم ہو اس پر رِفض (ترک) کی نیت کرنا بھی لازم ہے، ہاں اگر سعی سے پہلے دو عمروں کو جمع کر لیا، تو ان میں سے ایک کے اعمال شروع کرتے ہی دونوں میں سے ایک کا احرام خود بخود ختم ہو جائے گا، جیسا کہ لباب المناسک میں ہے: ”کل من لزمه رِفض العمرة فعليه دم و قضاء عمرة۔۔۔ و كل من عليه الرِفض يحتاج الى نية الرِفض الا من جمع بين العمرتين قبل السعی للاولی۔۔۔ ترتفض احداهما من غير نية رِفض لكن اما بالسير الى مكة أو الشروع فی اعمال احداهما“ ترجمہ: ہر وہ شخص جس پر عمرہ کا رِفض (ترک) (توڑنا) لازم ہو، تو اس پر ایک دم اور عمرہ کی قضا لازم ہو گی۔۔۔ اور ہر وہ شخص جس پر رِفض (ترک) لازم ہو، تو اس پر رِفض (ترک) کی نیت کرنا ضروری ہے مگر یہ کہ جس نے دو عمروں کو پہلے عمرے کی سعی سے پہلے جمع کیا تو رِفض (ترک) کی نیت کے بغیر ہی ان میں سے ایک عمرے کے احرام کا رِفض (ترک) خود بخود ہو جائے گا، لیکن یہ رِفض (ترک) یا تو مکہ کی طرف چلنے سے ہو گا یا ان میں سے ایک کے اعمال میں شروع ہونے سے ہو گا۔

(لباب المناسک مع شرحہ، باب اضافۃ احد النسکین، صفحہ 328، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

بحر الرائق میں ہے: ”وإن كانا معا أو على التعاقب فالحكم كما تقدم في الحجتين من لزومهما عندهما خلافا لمحمد من ارتفاع أحدهما بالشروع في عمل الأخرى عند الإمام خلافا لأبي يوسف ووجوب القضاء ودم للرِفض“ ترجمہ: اور اگر دو عمروں کا احرام ایک ساتھ ہو یا ایک کے بعد دوسرے کا ہو، تو اس کا حکم وہی ہے جو دو حج کو جمع کرنے کا بیان ہوا یعنی یہ دونوں عمرے شیخین کے نزدیک لازم ہو جائیں گے، بر خلاف امام محمد کے اور دوسرے کے افعال کو شروع کرنے سے ان میں سے ایک کا ارتفاع ہو جائے گا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بر خلاف امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے اور اس چھوٹنے والے عمرہ کی قضا واجب ہو گی اور رِفض (ترک) عمرہ کا ایک دم لازم ہو گا۔

(البحر الرائق، جلد 3، باب اضافۃ الاحرام الی الاحرام، صفحہ 56، دار الکتاب الإسلامي)

ردالمحتار علی الدر المختار میں ہے:"لو جمع بین عمرتین قبل السعي للأولی ترتفض إحداهما بالشروع من غیر نیة رِفض"ترجمہ: اگر کسی نے پہلے عمرہ کی سعی کرنے سے پہلے ہی دو عمروں کو جمع کر لیا تو عمرہ کو شروع کرتے ہی، ان میں سے ایک عمرہ توڑنے کی نیت کے بغیر خود بخود ختم ہو جائے گا۔

(ردالمحتارعلی الدرالمختار، جلد3، صفحہ716، دار المعرفة، بیروت)

فتاوی حج و عمرہ میں ایک سوال ہوا کہ ایک عورت عمرہ کرنے کے لیے گئی اور اسے مکہ میں داخل ہونے کے بعد عمرہ شروع کرنے سے پہلے حیض آگیا جس کی بناء پر وہ عمرہ کیے بغیر مدینہ منورہ چلی گئی، کیونکہ اس کے پاس اتنا وقت نہ تھا کہ وہ پاک ہو جانے کے بعد عمرہ کرتی، تو اب اس پر کیا حکم عائد ہے؟

جواب میں فرمایا:"صورت مسئولہ میں وہ خاتون احرام ہی میں رہے گی پھر جب وہ پاک ہو جائے گی تو وہاں سے مکہ مکرمہ آئے اور عمرہ کرے اور اسے چاہئے کہ مکہ مکرمہ آتے ہوئے میقات سے نئے احرام کی نیت نہ کرے کیونکہ وہ بدستور احرام ہی میں ہے، **ورنہ ایک عمرہ کے ہوتے ہوئے دوسرے عمرے کی نیت ہو جائے گی اور یوں دو احراموں کو جمع کرنے اور ان میں سے ایک کے چھوڑنے کی وجہ سے دم (لازم ہو گا) اور ایک عمرے کی قضا اور توبہ کرنا ہو گی کیونکہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔**"

(فتاوی حج وعمرہ، حصہ12، جمعیت اشاعت اھلسنت، پاکستان)

جب کوئی شخص دو احراموں میں سے ایک احرام کا رِفض (ترک) کر لے یا اس کا خود بخود رِفض (ترک) ہو جائے تو اس کے سبب رِفض (ترک) کا دم لازم ہوتا ہے اور دو احراموں کو جمع کرنے والا دم لازم نہیں ہوتا۔ لہٰذا پوچھی گئی صورت میں بھی جب ایک عمرے کے احرام کا ترک ہو گیا، تو اس کے سبب صرف رِفض (ترک) احرام کا ایک دم لازم ہو گا، عمرے کے دو احراموں کو جمع کرنے کا مزید کوئی دم ہرگز لازم نہیں ہو گا۔

چنانچہ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط میں ہے:"ثم اعلم ان من جمع بین الحجتین أو العمرتین أو حجة و عمرة ولزمه رِفض احداهما فرِفضها، فعلیه دم للرِفض، وهل یلزمه دم آخر للجمع أم لا؟ فالمذکور فی عامة الکتب ان دم الجمع انما یلزمه فیما اذا لم یرِفض احداهما، أما اذا رفضها فلم یذکر فیها الا دم الرِفض، بل المفهوم منها تصریحا و تلویحا عدم لزوم دم الجمع "ترجمہ: پھر جان لو کہ جو

شخص دو حج یا دو عمروں یا حج اور عمرے کو جمع کر لے اور اس پر ان میں سے ایک کا احرام ختم کرنا لازم ہوا، تو اس نے ایک احرام ختم کر دیا، تو اس پر رِفض (ترک) کا دم لازم ہو گا، مگر کیا اس پر ایک دم جمع کا بھی لازم ہو گا یا نہیں؟ تو عامہ کتب میں جو مذکور ہے وہ یہ ہے کہ جمع کا دم اس صورت میں لازم ہو گا کہ جب وہ ان دو احراموں میں سے ایک کو ختم نہ کرے، بہر حال جب وہ ایک احرام کو ختم کر دے تو اس صورت میں صرف رِفض (ترک) کے دم کے لازم ہونے کو ہی ذکر کیا گیا ہے، بلکہ اس سے صراحۃ اور اشارۃ یہی سمجھا گیا ہے کہ اس صورت میں جمع کا دم لازم نہیں ہو گا۔

(المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط، صفحہ 420، مطبوعہ مکۃ المکرمۃ)

محرم اگر سلا ہوا کپڑا مسلسل چار پہر (یعنی بارہ گھنٹے) تک پہنے رکھے تو اس پر دم لازم آتا ہے اور اگر چار پہر سے کم پہنے تو صدقہ لازم ہوتا ہے، چنانچہ لباب المناسك اور اس کی شرح المسلك المتقسط میں ہے: ”(اذا لبس مخيطاً) أي على الوجه المعتاد (يوما كاملا أو ليلة كاملة فعليه دم) أي اتفاقا، والظاهر ان المراد مقدار احدهما، فيفيد ان من لبس من نصف النهار الى نصف الليل من غير انفصال، وكذا في عكسه لزمه دم (وفي اقل من يوم أو ليلة صدقة)“ ترجمہ: جب محرم عام طریقے کے مطابق سلا ہوا کپڑا ایک مکمل دن یا ایک مکمل رات تک پہنے، تو اس پر دم لازم ہے یعنی بالاتفاق۔ اور ظاہر یہ ہے کہ مراد دن یا رات میں سے ایک کی مقدار ہے۔ تو یہ اس بات کا فائدہ دیتا ہے کہ اگر کسی نے آدھے دن سے آدھی رات تک بغیر وقفے کے، اور اسی طرح اس کے بر عکس (یعنی آدھی رات سے آدھے دن تک بغیر وقفے کے سلا ہوا کپڑا پہنا) تو دم لازم آئے گا (کیونکہ اس نے دن یا رات کی مقدار پوری کر لی)۔ اور اگر ایک دن یا رات سے کم وقت کے لیے سلا ہوا کپڑا پہنا ہو، تو صدقہ دینا ہو گا۔

(لباب المناسک مع شرحہ، صفحہ 332، 333، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

17 شوال المکرم 1446ھ / 16 اپریل 2025ء

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جا سکتی ہے